کلام نبویؐ کی صحبت میں

خرم مراد

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ سے شرم حیا کرو، جس طرح اس سے شرم وحیا کرنے کا حق ہے۔
ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ اللہ کا شکر ہے کہ ہم اللہ سے شرم و حیا کرتے ہیں۔
حضورؐ نے فرمایا: اس طرح نہیں، اللہ سے ٹھیک ٹھیک شرم حیا کرنے کا مطلب یہ کہ: تم اپنے سراور سر میں آنے والے خیالات کی نگرانی کرتے رہو، (کہ برائی کے خیالات داخل نہ ہونے پائیں، اور ہو جائیں تو ٹھہرنے نہ پائیں)۔
اور، تم اپنے پیٹ اور جو پیٹ کے اندر جائے اس کی دیکھ بھال کرتے رہو (کہ حرام غذا اندر نہ جائے)۔
اور، موت کو اور موت کے بعد سڑگل جانے اور فنا ہو جانے کو یاد رکھو۔
اور (یاد رکھو) جو آخرت کا طالب ہوتا ہے، وہ دنیا کی زینت و آرائش کو ترک کر دیتا ہے مگر ہر حال میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے۔
جو شخص یہ سب کچھ کرتا ہے، وہ اللہ سے ٹھیک ٹھیک شرماتا ہے۔ (ترمذی، احمد، بحوالہ مشکوۃ، باب تمنی الموت)

شرم حیا ہماری فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔ جو چیز چھپی ہونا چاہیے وہ دوسروں کے سامنے کھل جائے، فوراً چہرہ سرخ ہو جاتا ہے، پسینے آنے لگتے ہیں، نگاہ جھک جاتی ہے، منہ چھپا لیتے ہیں، بس نہیں چلتا کس طرح زمین میں گڑ جائیں۔
اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی نہیں، نہ چھپ سکتی ہے۔ ہر چیز اسی کی دی ہوئی ہے۔ موت کے بعد اس سے ملاقات بھی یقینی ہے۔ اس لیے کوئی بھی غلط کام ہو، کوئی بھی گناہ ہو، اس پر آدمی کو ایسی ہی شرم اللہ سے آنا چاہیے۔ اس شرم حیا کا حق ہے کہ وہ ان چیزوں میں پڑنے سے شرم کرے جو تمام نافرمانیوں کی جڑ ہیں۔

دل و ذہن کا خیال ' ہر عمل کا محرک ہے 'اس سے شرم آنا چاہیے کہ دل میں برے خیالات کو جگہ دو اور پالو۔ پیٹ کے مطالبات ' بے جا خواہشات کی تکمیل کا سبب ہیں 'اس سے شرم آنا چاہیے کہ پیٹ میں حرام لقمہ ڈالو۔ موت کے بعد جسم کو مٹ جانا ہے 'اور اس سے شرم آنا چاہیے کہ اس بات کو بھلا کر زندگی 'جسم کی خواہشات پوری کرنے میں لگا دو۔ جب دنیا کو فنا ہو جانا ہے تو آخرت کے طالب بنو ' اور اس سے شرم کرو کہ ہمیشہ باقی رہنے والے آخرت کے جو انعامات اللہ کے پاس ہیں 'ان پر اس ختم ہو جانے والی دنیا کی زینت و لذت اور آرام و راحت کو ترجیح دو۔ اللہ سے شرم حیا کا حق یہی ہے۔

○

حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں:

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ آپؐ نے دیکھا کہ بعض لوگ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

اگر تم لذتوں کو ختم کر دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرتے 'تو وہ تمھیں اس طرح ہنسنے سے روک دیتی۔ پس موت کو بہت زیادہ یاد کیا کرو جو تمام لذتوں کا خاتمہ کر دینے والی ہے۔

(یاد رکھو ') قبر ہر روز کہتی ہے: میں اجنبی کا گھر ہوں 'میں مٹی کا گھر ہوں 'میں کیڑوں کا گھر ہوں!

جب کوئی مومن دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید کہتی ہے 'اور کہتی ہے: "تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ آج 'جب کہ تو میرے قابو میں دے دیا گیا ہے 'اور تجھے میرے پاس آنا پڑ گیا ہے 'تو تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں"۔

حضورؐ نے فرمایا: "پھر اس مومن بندے کے لیے قبر 'تا حد نگاہ وسیع و کشادہ ہو جاتی ہے 'اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔"

اور جب کوئی نافرمان بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا برا استقبال کرتی ہے 'اس پر لعنت ملامت کرتی ہے 'اور کہتی ہے: "تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں میرے لیے سب سے زیادہ ناپسندیدہ آدمی تھا۔ آج 'جب کہ تو میرے قابو میں دے دیا گیا ہے 'اور تجھے میرے پاس آنا پڑ گیا ہے 'تو تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا برا سلوک کرتی ہوں"۔

حضورؐ نے فرمایا: "پھر قبر اس کے لیے تنگ ہوگی اور اس کو بھینچے گی 'یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی"۔ یہ فرماتے ہوئے آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر دیں۔ اس کے بعد فرمایا: "اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیے جائیں گی۔ ان میں سے ہر ایک اتنا زہریلا ہو گا کہ وہ زمین پر پھونک مارے تو اس کے زہر کے اثر سے زمین کبھی کچھ پیدا نہ کر سکے گی۔ پھر یہ سب اژدھے اس کو ڈسیں گے اور نوچیں گے 'اور ایسا ہی ہوتا رہے گا یہاں تک کہ

اسے اللہ کے سامنے حساب کے لیے پیش کر دیا جائے گا"۔
اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر آدمی کے لیے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے' یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ (ترمذی، بحوالہ مشکوۃ باب البکا و الخوف)

موت اور آخرت میں جی اٹھنے کے درمیان' جس نوعیت کی زندگی بھی اللہ انسان کو عطا کرتا ہے وہ قبر کی زندگی ہے۔ قبر کی زندگی میں آرام ملے گا یا ایذا' اس کا انحصار' آخرت کی طرح' اعمال پر ہوگا۔
جو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے نیاز اور آخرت کے طالب رہے' وہ جنت کے مزے لوٹتے ہوئے آرام سے سوئیں گے۔ جن کا دل دنیا میں اٹکا رہا' اور آخرت سے غافل' وہ خوف ناک اور بھیانک ایذا و تکلیف سے دوچار رہیں گے۔
نبی کریمؐ ہمیشہ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ حضرت عثمانؓ قبر پر کھڑے ہوتے تھے تو داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی تھی۔ کہتے تھے کہ یہ آخرت کی پہلی منزل ہے۔

○

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں
ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو اجازت دے دو۔ (پھر فرمایا) یہ اپنی قوم کا بڑا برا آدمی ہے۔ جب وہ آپؐ کے پاس آکر بیٹھا تو آپؐ اس سے نہایت اتنی خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے' اور اس سے بہت مسکرا مسکرا کر باتیں کیں۔ جب وہ آدمی چلا گیا' تو حضرت عائشہؓ نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپؐ نے اس شخص کو ایسا ایسا کہا۔ پھر آپؐ اس سے اتنی خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے' اور خوب میٹھی میٹھی باتیں کیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تم نے مجھے کب بدزبان اور بد اخلاق پایا ہے! اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین آدمی وہ ہوگا جس کو لوگ اس کی بدزبانی اور بد اخلاقی کی وجہ سے چھوڑ دیں گے (بخاری، مسلم، بحوالہ مشکوۃ، باب حفظ اللسان و الغیبۃ و الشتم)

شیریں کلامی' خوش روئی اور خوش اخلاقی' اللہ کے نزدیک انتہائی اونچے درجے کے اعمال ہیں' اور اتنے اہم کہ ان میں کوتاہی ہو جائے تو انسان جہنم میں بھی پہنچ سکتا ہے۔
خوش اخلاقی کے مستحق صرف مسلمان اور اچھے لوگ نہیں' بلکہ برے لوگ' دشمن اور کافر بھی اس کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ قولوا للناس حسنا (لوگوں سے میٹھی بات کرو)

○

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم ضرور بھلائی کی ہدایت کرتے اور برائی سے روکتے رہنا، ورنہ اللہ بہت جلد تم پر اپنا عذاب مسلط کر دے گا۔ پھر تم اس سے دعائیں مانگو گے اور تمھاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ (ترمذی، بحوالہ مشکوۃ، باب الامر بالمعروف)

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: لوگو، تم یہ آیت پڑھتے ہو کہ یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی فکر کرو، کسی دوسرے کی گم راہی سے تمھارا کچھ نہیں بگڑتا، اگر تم خود راہ راست پر ہو۔ (المائدہ ۵: ۱۰۵) (اور اس کا مطلب یہ سمجھتے ہو کہ تمھارا کام صرف اپنی اصلاح کرنا ہے، دوسرے غلط کام کریں تو تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا، مگر) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ "لوگ برائی کو دیکھیں اور ان کو نہ روکیں تو اللہ بہت جلد ان سب (نیک و بد) پر عذاب نازل کر دے گا۔ (ابن ماجہ، ترمذی، بحوالہ مشکوۃ ایضاً)

معروف، نیکی اور بھلائی کو پھیلانا اور قائم کرنا، منکر، بدی اور برائی کو روکنا اور ختم کرنا--- یہی امت کا مشن ہے۔ یہ فریضہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر عائد کیا گیا ہے (التوبہ)۔ اسی کی ادائگی پر امت کی زندگی اور عزت کا انحصار ہے۔ اس سے روگردانی کا نتیجہ ذلت و مسکنت اور اغیار کا تسلط ہے، اور خدا کی رحمت سے دوری (لعنت) ہے۔ اس لعنت کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ بارگاہ الٰہی میں آہ و زاری کریں گے، مگر ان کی دعائیں سنی نہ جائیں گی۔ (یہ منظر آج آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے)
معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی مذکورہ آیت کو اس فریضہ سے فرار اختیار کرنے اور ضمیر کو سلانے کے لیے کوئی آج ہی نہیں استعمال کیا جا رہا ہے، قرون اولیٰ میں بھی اس سے ایسا ہی غلط استدلال پایا جاتا تھا۔ اسی کی تردید حضرت ابوبکرؓ نے واضح الفاظ میں فرما دی۔
عذاب عام آتا ہے تو وہ نیک لوگوں کو بھی نہیں چھوڑتا، سوائے اس گروہ کے جس نے رسولؐ کی معیت میں اتمام حجت کا حق ادا کیا۔ ہاں آخر میں ہر شخص اپنی نیت اور عمل کے مطابق بدلہ پائے گا۔

○

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ایک آدمی قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی، اور وہ انھیں لیے لیے آگ میں پھرے گا، جس طرح گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے۔ دوسرے جہنمی اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں گے اور پوچھیں گے: اے فلاں، یہ تیرا کیا حال ہے! کیا تو دنیا میں ہمیں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتا تھا اور برائیوں سے نہیں روکتا تھا (پھر تو یہاں کیسے آگیا؟)
وہ شخص کہے گا: میں تمھیں نیکیوں کی تلقین کرتا تھا مگر خود ان کے قریب نہیں جاتا تھا، اور تم کو برائیوں سے روکتا تھا، پر خود وہی کرتا تھا۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ مشکوۃ)